ایک مختصر مضمون بعنوان

چھوٹے بچے، مساجد

اور

ہماری ذمہ داریاں

از قلم

مفتی محمد نوید سیف حسامی ایڈووکیٹ

(رابطہ 9966870275 ای میل muftinaveedknr@gmail.com)

بچوں اور مساجد کے باہمی ربط و تعلق کے معاملہ میں مصلیان و ذمہ داران ِمساجد افراط و تفریط کا شکار ہیں، ایک طبقہ چھوٹے بچوں کے مسجد میں آنے، اگلی صفوں میں نماز پڑھنے اور ذرا سے کھیل کود کا سخت مخالف ہے اور یہ طبقہ اس انتظار میں رہتا کہ جیسے ہی کوئی بچہ ''چوں'' کی بھی آواز نکالے وہ انہیں ''چلاّ کر'' خاموش بٹھا دیں، معلوم نہیں مسجد میں آواز بلند کرنا سب کے لئے منع ہے یا یہ قانون صرف چھوٹے بچوں پر لاگو ہوتا ہے، وہیں دوسرا طبقہ چھوٹے بچوں کے پہلی صف میں کھڑے ہونے، ان کے دوڑنے بھاگنے اور ان کے ہنسی مذاق کو فطری سمجھتے ہوئے برداشت کرنے بلکہ ان کو کچھ نہ کہنے پر اصرار کرتا ہے اور اپنے موقف پر دلائل بھی دیتا ہے، بعض حضرات اس غلط فہمی کا شکار رہتے ہیں کہ چھوٹے بچے اگلی صفوں میں کھڑے ہوں تو پچھلی صف والوں کی نماز ہی نہیں ہوتی، کچھ لوگ کبھی کہتے ہیں کہ بچوں کو نماز میں پیچھے کرنے سے وہ ساری زندگی پیچھے ہی رہ جاتے ہیں اور پھر یہی حضرات یہ بھی کہتے ہیں جس مسجد میں پچھلی صفوں سے بچوں کے کھیل کود کی آواز نہ آئے اس مسجد والوں کو اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہئے، اب ان کی باتیں سن کر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ بچوں کو آگے کھڑا کریں تاکہ وہ ہمیشہ آگے رہیں یا پیچھے کھیلنے کے لئے بھیجیں تاکہ

مستقبل بہتر ہوجائے۔

ظاہری بات ہے اوپر ذکر کئے ہوئے دونوں موقف اور نظریے غلط ہیں، نہ تو بچوں کو صف میں پیچھے کرنے سے ان کی زندگی پر فرق پڑتا ہے اور نہ ہی پیچھے کوئی کھیلنے کودنے والا نہ ہو تو مستقبل خدشات کا شکار ہوجاتا ہے، نہ ہی بچوں کو ہمیشہ اور ہر بات پر ٹوکنے والی بات درست ہے اور نہ ہی مکمل برداشت کرنے اور خاموش رہنے والا نظریہ صحیح ہے، بلکہ اسلامی مزاجِ اعتدال کی روشنی میں اس معاملہ کا درمیانی پہلو زیادہ مناسب اور بہتر ہے، احادیث میں جہاں بچوں کو پچھلی صف میں کھڑا کرنے کا ذکر ملتا ہے (ابو داؤد: ۶۷۷) وہیں کسی چھوٹے بچے کے رونے آواز پر نماز کو مختصر کر دینے والی روایت بھی موجود ہے۔ (بخاری: ۷۰۷)

اسی طرح ایک طبقہ بچوں کی اصلاح کی ساری ذمہ داری مسجد کے امام و مؤذن پر ڈال کر اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھتا ہے، اس طبقہ کی نظر میں مسجد میں گونجنے والی آوازوں سے لیکر آپسی کھسر پھسر تک، وضو خانہ میں بہنے والے زیادہ پانی سے لیکر چپلوں کے درست ترتیب سے رکھنے تک ہر کام کی ذمہ داری امام، خطیب یا مؤذن کی ہے، ان سے مسجد کے کسی بھی مسئلہ پر بات کی جائے ان کی تان یہیں آکر ٹوٹتی ہے کہ ہمارے امام صاحب توجہ نہیں دلاتے اس لئے ہماری مسجد کی یہ حالت ہے، یہ سوچ بھی

سراسر غلط ہے، تنہا مسجد کا امام بچوں کی اصلاح کا مکمل ذمہ دار نہیں ہوسکتا، بلکہ بچوں کی اس تعلق سے اصلاح میں مسجد کے امام، مؤذن، کمیٹی کے افراد اور بچوں کے سرپرست سبھی شامل ہیں اور کسی ایک کی کوتاہی یا لاپرواہی سے وہ نتائج حاصل نہیں ہوسکتے جو سب کی فکر سے حاصل ہوسکتے ہیں، درج ذیل سطور میں اسی اہم مسئلہ سے متعلق ہماری ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کچھ تجاویز پیش کی جارہی ہے جس پر عمل کرتے ہوئے نہ صرف چھوٹے بچوں کا تعلق مسجد سے مضبوط بنایا جاسکتا ہے بلکہ مسجد کی بے ادبی والے اعمال سے بھی انہیں بچایا جاسکتا ہے۔

سب سے پہلا نمبر سرپرست حضرات کا ہے، ان کی ذمہ داری صرف بچوں کو مسجد لانا ہی نہیں بلکہ مسجد کے آداب کے تعلق سے ان کی ذہن سازی بھی کرنا ہے، ایسے والدین کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے جو اپنے بچوں کو مسجد یا جائے نماز کی اہمیت بچپن ہی سے سمجھاتے ہوں، بچہ بڑے ہوتے ہوتے خود سیکھ جائے گا کا تصور عام ہے، جس کے نتیجہ میں بچہ سیکھ تو جاتا ہے لیکن عموما غلط ہی سیکھتا ہے اور پھر معاشرہ کو وہ نسل ملتی ہے جس کے پاس ان امور کے تعلق سے

درست اور صحیح معلومات نہیں ہوتیں اور وہ بھی اپنے بعد والوں کے ساتھ وہی رویہ اختیار کرتے ہیں جوان کے ساتھ برتا گیا تھا۔

بچوں کی عمومی تربیت میں والدین کا بڑا دخل ہے، بچے پر سب سے پہلا اور سب سے زیادہ اثر اپنے والدین کا پڑتا ہے، لڑکوں کو بالخصوص جب وہ کچھ کچھ سمجھ داری کی عمر کو پہونچ جائیں تو والد انہیں مسجد لے جانے کی فکر کرے لیکن مسجد لے جانے سے پہلے کئی دن تک مسجد کی اہمیت ان کے ذہن میں بٹھائے اور جب اپنے بچے کو مسجد کی طرف لیکر چلے تو اس وقت بھی مسجد کے آداب ذہن نشین کروانے کی کوشش کرے، اس سمجھانے میں عظمت و محبت کا پہلو غالب ہو ڈر اور خوف کا نہیں، مثلا یوں نہ کہے کہ مسجد میں شرارت مت کرو ورنہ اللہ پاک جلائیں گے یا عذاب دیں گے بلکہ یوں کہے کہ مسجد اللہ پاک کا گھر ہے وہاں ادب سے رہو اللہ پاک خوش ہوں گے اور تمہاری ہر بات سنیں گے۔

دوسرے نمبر پر مسجد کمیٹی یا مسجد کے ذمہ دار حضرات ہیں، ان کی ذمہ داری ہے کہ مسجد میں نمازوں کے اوقات کے علاوہ محلہ اور بستی کے چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے دینی تعلیم کا اہتمام کریں، فکر مند اساتذہ کا انتظام کریں تاکہ نئی نسل نہ صرف مسجد سے جڑ جائے بلکہ ان میں دین کا شعور بھی بیدار ہوجائے، اس مقصد کے

لئے مسجد میں مکتب کا قیام نہایت ضروری ہے، مختلف تنظیمیں اس کام میں لگی ہوئی ہیں، ہر کمیٹی کسی تنظیم سے جڑ کر اپنی مسجد میں مضبوط مکتب قائم کر سکتی ہے، یہ مکاتب عموما نماز فجر، نماز عصر یا مغرب کے بعد چلتے ہیں، بچے بہت ہی چھوٹے ہوں تو انہیں نماز کے بعد آنے اور آئندہ کی نماز سے پہلے بھیجا جائے تاکہ مصلیوں کو خلل نہ ہو، باقی کچھ سمجھ رکھنے والے بچے مکتب کے استاد کی نگرانی میں نماز ادا کریں۔

تیسرے نمبر پر مکتب کے استاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے دینی مضامین کے ساتھ ساتھ مسجد کے تعلق سے بھی بچوں کا شعور میں اہمیت بٹھاتا رہے، انہیں انتہائی بلند آوازوں اور بھاگ دوڑ سے شفقت و محبت کے ساتھ روکے، نمازی کے سامنے سے نہ گذرنے کی تلقین کرے، ہلکے پھلکے انداز میں انہیں اس کام کا غلط ہونا بتلائیے، نمازی اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے یہ بات انہیں ذہن نشیں کروائیے، گھر میں بھی خواتین کے نماز ادا کرتے وقت ان کے سامنے سے نہ گذرنے، ان سے بات نہ کرنے وغیرہ امور انہیں سکھانے کی کوشش کرے۔

چوتھے نمبر پر عام مصلیوں کی ذمہ داری ہے بچوں کے شور شرابے پر غصہ نہ کریں، انہیں خواہ مخواہ صف سے پیچھے نہ کریں، چھوٹے بچے کسی صف میں ہوں تو اس صف کی نماز پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی بچے بھاگتے دوڑتے کسی

نمازی کے سامنے سے گذر جائیں تو ان کی نماز خراب ہوتی ہے، ڈانٹ ڈپٹ کسی کے ساتھ بھی بری چیز ہے، مسجد میں شور کرنے پر جب ڈانٹا جاتا ہے تو اس سے بچے کی سوچ پر برا اثر پڑتا ہے اور وہ آئندہ مسجد کا رخ کرنے سے کتراتے ہیں، بعض لڑکے بہت شریر ہوتے ہیں، انہیں جس کام سے روکا جائے ضد میں آکر وہی کام زیادہ شدت کے ساتھ کرتے ہیں، ان کے ساتھ حکمت عملی اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

آپ ﷺ نے تو ایک دیہاتی کے مسجد کے حصہ میں پیشاب کرنے پر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسے غصہ کرنے سے منع فرمایا(بخاری:۲۱۹)، یہ تو مسلمانوں کے بچے ہیں اور لاعلم بھی ہیں، کسی نے ان کو مسجد کے آداب سکھائے بھی نہیں ہیں کہ انہیں نہ ماننے پر ڈانٹا جائے، بچے تو معصوم ہوتے ہیں، ان کے ساتھ شفقت والا رویہ اپنانا چاہئے نہ کہ تلخی اور غصہ والا۔

پانچویں نمبر پر مسجد کے امام یا خطیب کی ذمہ داری ہے کہ اوپر ذکر کئے گئے امور پر متعلقہ افراد کو توجہ دلاتے رہیں، مصلیوں کو بچوں کے ساتھ نامناسب رویہ سے روکے، مسجد کمیٹی کو مکتب کے قیام کی فکر دلائے اور ان کے ساتھ مل کر مکتب کی نگرانی بھی کرے اور مکتب کو مضبوط بھی کرے، سرپرستوں کو توجہ دلائے کہ وہ نہایت چھوٹے بچوں کو مسجد نہ لائیں اور

جنہیں لائیں انہیں آداب سکھا کرلائیں، مکمل نہ سہی کسی نہ کسی حد تک تو سمجھایا ہی جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا امور پر اگر ہر فرد اپنی ذمہ داری ادا کرے تو بچوں کے تعلق سے عام شکایت دور ہو سکتی ہے اور نئی نسل تک مساجد کے تعلق سے بہترین پیغام بھی پہونچ سکتا ہے، نیز جو افراط و تفریط معاشرہ میں پھیلی ہوئی ہے اس پر بھی قابو پایا جا سکتا ہے۔